رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ ....
ششماہی ....
سہ ماہی ....

قیمت پرانا پرچہ ۴؍

قیمت فی پرچہ ۲؍

جلد ۵ | ۲۲ شہریور ۱۳۵۵ف | ۱۰ شعبان ۱۳۶۴ھ | ۲۰ جولائی ۱۹۴۵ء شنبہ | نمبر ۱۵

لیگ کے خلاف مہم

"انڈی پنڈنٹ انڈیا" کا تبصرہ

کانگریس اور مسلم لیگ پہلے کی طرح اب بھی ایک دوسرے سے بہت دور ہیں۔ کانگریس نے وائسرائے کے پاس اپنے ناموں کی فہرست پیش کر دی تھی لیکن مسلم لیگ نے اُس وقت تک فہرست پیش کرنے سے انکار کر دیا جب تک یہ تسلیم نہ کر لیا جائے کہ مسلم ارکان کے نام پیش کرنے کا حق لیگ کو حاصل ہے۔ لیگ کے اس دعوے کی کانگریس نے مخالفت کی اور تمام کانگریسی جرائد اور کانگریسی لیڈروں نے لیگ کی اس روش کی مذمت کی۔ مسلم لیگ کے مطالبہ پر تبصرہ کرتے ہوئے "ہندوستان ٹائمز" لکھتا ہے کہ "لیگ نے جو روش اختیار کی ہے اس میں گفت و شنید یا مفاہمت کی گنجائش نہیں ہے۔ لیگ کا مطالبہ نہ تو اب قبول کیا جاسکتا ہے اور نہ آئندہ۔" اس سے اُس رائے کا اظہار ہوتا ہے جو کانگریسی حلقوں میں پائی جاتی ہے۔ جب تک کانگریس کی اس رائے میں تبدیلی نہ ہو اور جب تک کانگریس مسلم لیگ کے مطالبہ کو مذمت کرنے کے بجائے قبول نہ کرے تعطل برقرار رہے گا۔ اور جب تک کانگریس کی یہ روش باقی رہے گی تعطل بھی باقی رہے گا۔

اس تعطل کو دور کرنے کے لئے ایک خیالی صورت جو کانگریسی لیڈروں نے پیش کی تھی اور وائسرائے نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا وہ یہ تھی کہ لیگ کو نظر انداز کر دیا جائے۔ کانگریسی جرائد اور کانگریسی لیڈروں نے یہ نعرہ بلند کیا کہ لیگ کو الگ چھوڑ دو اور کانگریس اور دوسری جماعتوں کے تعاون سے عارضی حکومت تشکیل دو۔ کانگریسی سربرآوردہ اور ممتاز لیڈروں نے بھی اسی خیال کا اظہار کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک شدید مطالبہ تھا جو وائسرائے کے آگے پیش کیا گیا اور اس کو تقویت پہنچانے کے لئے کانگریس کی پوری مشنری حرکت میں لائی گئی۔

اس مطالبے سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اقتدار حاصل کرنے کے لئے کانگریس کس طرح بے چین ہے۔ یہ مطالبہ نہ تو وائسرائے کی نشری تقریر کی رو سے حق بجانب تھا اور نہ صورت حال اس کی مقتضی تھی۔ عارضی حکومت کے قیام سے متعلق وائسرائے کی تجویز اس امر پر مبنی تھی کہ سیاسی جماعتوں میں سمجھوتہ ہو جائے۔ سیاسی جماعتوں سے مراد کانگریس اور مسلم لیگ تھی۔ لارڈ ویول نے اپنی نشری تقریر میں کہا تھا کہ اگر بدقسمتی سے کانفرنس ناکام رہے تو حکومت اسی طرح چلائی جائے گی جیسا کہ اب چلائی جارہی ہے تاوقتیکہ سیاسی جماعتیں سمجھوتہ نہ کرلیں۔ کانفرنس کے مقصد اور اس کے دائرہ عمل سے متعلق اس قدر واضح اعلان کے بعد کانگریس کا یہ مطالبہ نامعقول ہے کہ لیگ کو نظر انداز کر دیا جائے۔ آج مسلم لیگ کی نمائندہ حیثیت سے انکار کرنا بعد از وقت ہے۔ ایسے ادارہ کو نظر انداز کرنا ملک کے امن کے لئے خطرہ سے خالی نہیں۔ اس کے علاوہ مسلم جماعت کے لئے یہ ایک بڑی ناانصافی ہوگی اور فرقہ وارانہ سمجھوتہ کے امکانات ہمیشہ کے لئے مفقود ہو جائیں گے۔

کانگریسی جرائد مسٹر جناح، مسلم لیگ اور لیگ کے مطالبے کے خلاف پبلک کے جذبات کو بھڑکاتے ہیں۔ مسٹر جناح کو بیانگ دہل پیش کرنا اور شملہ کانفرنس کی ناکامی کی ذمہ داری ان کے سر تھوپنا بہت آسان ہے۔ لیکن اس سے مسائل حل نہیں ہوتے۔ لیگ کے مطالبہ پر غیر جانبداری اور جذبات سے ہٹ کر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ لیگ کا بنیادی سیاسی مقصد پاکستان ہے۔ وائسرائے نے اعلان کیا کہ یہ مطالبہ متاثر نہ ہوگا اور ضمانت کے طور پر اعلیٰ ذات کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین مساوات کے اصول کو تسلیم کیا۔ اس واقعہ کے پیش نظر مسلم لیگ کے لئے یہ ایک قدرتی بات ہے کہ وہ تمام مسلم ارکان کو نامزد کرنے کے حق کا مطالبہ کرے تاکہ لیگ مطالبہ پاکستان سے متعلق ان مسلم ارکان کی تائید پر بھروسہ کرسکے۔ اگر لیگ کا مطالبہ تسلیم بھی کرلیا جائے جیسا کہ مسٹر جناح نے بتایا ہے مسلمان پھر بھی اقلیت میں رہیں گے۔ مسٹر جناح سے اپنے مطالبہ کو ترک کرنے کی توقع رکھنا ناانصافی ہے۔ اس کے معنے یہ ہوں گے کہ پاکستان کے خلاف رائے رکھنے والوں کی اکثریت کو اکٹھا کیا جائے۔ اور یہ بات شملہ کانفرنس کے مقاصد کے خلاف ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مسٹر جناح کو اپنے مطالبہ پر اس قدر اصرار تھا۔

اس نوبت پر مسلم لیگ کے مطالبہ کی مخالفت کرنا کانگریس کی دیانت کے خلاف ہے۔ کانگریس نے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے نمائندے کی حیثیت سے شملہ کانفرنس میں شرکت کر کے اپنی قومی حیثیت کم

ہفتہ وار
مملکت

جلد ۵	۲۲ شہریور ۱۳۵۵ ف	نمبر ۱۵

شہزادہ مکرم جاہ بہادر کی تعلیم

گزشتہ ہفتہ شہزادہ مکرم جاہ بہادر کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ بعض اخبارات اور اداروں میں موضوع بحث بنا رہا۔ چونکہ یہ مسئلہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہے اس لئے ہم بھی اپنی رائے عرض کرنا چاہتے ہیں۔ اس مقصد سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ شہزادہ ممدوح کی تعلیم و تربیت بہترین اصول اور اعلیٰ ترین معیار پر ہو۔ شہزادہ ممدوح کی تعلیم و تربیت میں زمانہ کی روش اور حالات حاضرہ کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے اس کے علاوہ جس ماحول میں شہزادہ ممدوح رہیں وہ بھی ہر عیب سے جیسے اخلاقی نقائص وغیرہ سے خالی ہو۔

سوال یہ ہے کہ کیا ایسی تعلیم جو ممالک محروسہ کے اندر ہی دی جا سکتی ہے؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر برطانوی ہند کی تعلیم ضروری ہے تو ڈیرہ ڈون ہی کیوں؟ علی گڑھ و شانتی نکیتن، جامعہ ملیہ یا کسی اور ادارہ میں کیوں نہ شرکت فرمائیں؟ اس ضمن میں ایک اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جدید اصولوں پر اعلیٰ ترین تعلیم حاصل کرکے ایک اچھا شہری بن جانا کیا امر ہے کہ جس کو بھی شہزادہ نے ہے کہ شہزادہ ممدوح نے وہ خاص تربیت بھی حاصل فرمائی جو دکن کے حکمران کے لئے ضروری ہوتی ہے؟ دکن کی بادشاہت ایک ایسی عظیم ذمہ داری ہے کہ اس سے صحیح معنوں میں عہدہ برآ ہونے کے لئے صرف نئی روشنی یا جدید تعلیم یا جمہوری فضا کافی نہیں۔ تاجدار دکن کو چند مخصوص روایات اور خصوصیات کا حامل ہونا پڑتا ہے اور یہ چیزیں حیدرآباد سے باہر حاصل نہیں کی جا سکتیں۔ ڈیرہ ڈون اچھے فوجی افسر یا اچھے آئی سی ایس پیدا کر سکتا ہے لیکن کیا وہ آصف جاہ کے جانشین بھی پیدا کر سکتا ہے! اس سوال کا جواب اثبات میں دینے کے لئے ہمارے پاس کوئی مواد نہیں۔

مختلف وجوہ کی بناء پر ہماری یہ غور کردہ رائے ہے کہ شہزادہ مکرم جاہ بہادر کی تعلیم و تربیت حیدرآباد کی روایات کے تحت اور حیدرآباد دکن ہی میں ہونی چاہئے۔ شہزادہ ممدوح کی تعلیم کے لئے قابل ترین اساتذہ جو جدید ترین اصولوں پر تعلیم دیتے ہوں مہیا کئے جا سکتے ہیں لیکن کردار سازی ایک ایسے فضیلت جنگ کے سپرد ہونی چاہئے جو شہزادہ مکرم جاہ میں حضرت رسول اکرم اور خلفائے راشدین کی حیات طیبہ سے استفادہ کی صلاحیت پیدا کر سکے۔ برطانوی ہند کی فضا فرقہ واریت کے زہریلے اثرات سے مسموم ہے ہم نہیں چاہتے کہ ہمارا شہزادہ ایسی فضا میں نشو و نما پائے۔ آصف جاہوں کے اس جانشین کو ایک ایسی فضا کی ضرورت ہے جہاں مذہبی اختلاف ملکی معاملات پر کوئی خاص اثر نہیں رکھتا۔ فی الوقت ہندوستان میں صرف حیدرآباد ہی ایک ایسا خطہ ہے جہاں ہندو مسلم تعلقات برادرانہ اور خوشگوار ہیں۔

یہ سوال کہ ممالک محروسہ کے کس شہر میں شہزادہ ممدوح تشریف فرما ہوں، ان کے اتالیق کون کون ہوں، اساتذہ کی حیثیت سے کن کا انتخاب کیا جائے یہ ایسی تفصیلات ہیں جو فی الوقت ہماری بحث سے خارج ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اورنگ آباد کو یہ شرف حاصل ہونا چاہئے کہ شہزادہ ممدوح کی قیام گاہ اور تربیت گاہ بن سکے کیونکہ اس شہر کی آب و ہوا نسبتاً اچھی ہے اور وہاں ایک شاہی محل پہلے ہی سے موجود ہے۔ اس شہر میں سیر و تفریح کے مقامات بھی کافی ہیں۔ اور ہندو مسلم تمدن کا یہ شہر صدیوں سے گہوارہ رہا ہے۔ برطانوی ہند میں تعلیم دلانے کی تائید میں جو بات کہی جا سکتی ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ شہزادہ ممدوح کو دوسرے طبقات کے افراد کے دوش بدوش بڑا کر دیا جائے اور یہی ایک اچھی تربیت کی داغ بیل ڈالنا ہے۔ ہمیں اس سے اختلاف ہے۔ ایسی تربیت کے لئے ہم یہ چاہیں گے کہ ہمارا شہزادہ ممالک محروسہ کے مواضعات کا دورہ کرکے دیکھے کہ کاشتکار کیسی زندگی بسر کرتے ہیں اور ایک مزدور کے دن رات کیسے گزرتے ہیں۔ شفاخانوں، یتیم خانوں اور بیت المعذورین کا معائنہ کرکے شہزادہ ممدوح کو زندگی کے تلخ حقائق سے مانوس کیا جا سکتا ہے۔ ڈیرہ ڈون کا قیام ان مقاصد کو پورا نہیں کر سکتا۔ ڈیرہ ڈون اچھے اینگلو انڈین پیدا کر سکتا ہے اور یہی وہ ذہنیت ہے جس سے ہم اپنے شہزادہ کو محفوظ دیکھنا چاہتے ہیں۔

سوامی رامانند تیرتھ سے ایک سوال

مہاراشٹرا پریشد کے سالانہ اجلاس منعقدہ ... میں یہ قرارداد منظور کی گئی تھی کہ آندھرا، مہاراشٹرا اور کرناٹک کانفرنسوں کی ایک مشترکہ مرکزی کمیٹی تشکیل دی جائے جو کل حیدرآباد سیاسی تنظیم کی جگہ لے سکے۔ قرارداد مذکورہ میں مجلس اتحاد المسلمین اور انجمن پست اقوام کو اس مجوزہ تنظیم میں شریک کرنے کا کوئی رجحان ظاہر نہیں کیا گیا جو اس امر کی دلیل ہے کہ ان اداروں کو اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ صرف اونچی ذات والے ہندوؤں کے مفادات کے تحفظ کے لئے کوشاں ہیں۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اونچی ذات والے ہندو سرمایہ داروں اور مفادات حاصلہ کا دوسرا نام ہے اور اس دور میں جبکہ کاشتکاروں، مزدوروں اور ناداروں کو اپنے حقوق کا احساس ہو گیا ہے جو نظام سرمایہ داری کے بقا کی کوشش کبھی سرسبز نہیں ہو سکتی۔ ایک کل حیدرآبادی تنظیم وہی کہلا سکتی ہے جس میں مسلمانوں اور پست اقوام کے نمائندے بھی شامل ہوں اور یہ دونوں جماعتیں محرومین کی جماعتیں ہیں جنہیں سرمایہ دار اپنے اغراض کے تحت دور رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ انہیں ڈر ہے کہ اگر یہ جماعتیں ان کے اداروں میں شریک ہو جائیں تو ان کا اصلی مقصد یعنی مفادات حاصلہ کا تحفظ کبھی پورا نہ ہو سکے گا۔ یہی نہیں بلکہ ان کی وہ اصطلاحات یعنی جمہوریت، ذمہ دارانہ حکومت، شہری آزادیاں وغیرہ جنہیں وہ عوام فریبی کی خاطر استعمال کرتے ہیں بے نقاب ہو جائیں گی۔ اگر آج صحیح معنوں میں کوئی کل حیدرآبادی تنظیم قائم ہو جائے تو اس میں مفلس اور نادار مسلمانوں کی اکثریت سود، سرمایہ داری اور زمینداری کی لعنتوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے شریک ہو جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو مسلم مفاہمت کے مسئلہ سے آندھرا، مہاراشٹرا اور کرناٹک ...

...نوں کا اپنی کمانڈ ہمیشہ گرد گرتا رہا ہے اور یہی ...ال میں کے دنی کمانڈ کا ہی سب سے مسلم ہوا ہے کوئی ...رنگی پیدا نہیں ہے۔ البتہ ہر جماعت کا لیڈر اپنی جماعت ...عوام کے نام پر تجارت ضرور کرتا ہے۔ ان حالات ...ں کیا ہے اور عجب نہیں ہے کہ کاشتکاروں اور مزدورو ...ں کا مرید نارائن ریڈی اور کامریڈ مخدوم محی الدین ...ی مقبولیت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔

سوامی رامانند تیرتھ جو اس سارے کھیل ...ے تماشا کھلاڑی ہیں اگر واقعی چاہتے ہیں کہ ملک سے ...فلاس جہالت اور امراض کا قلع قمع ہو جائے اور ...حیدرآباد کے ہر باشندے کو مساوی حقوق حاصل ہوں ...و انہیں اپنی مہم کی ابتدائی منزل ہی میں پست اقوام ...ے حل کو پیر بنایا جانا چاہئے۔ مساوی مندروں میں اچھوتوں ...کے لئے کھول دینے چاہئیں، مواضعات کی باولیوں ...سے خدا کا دیا ہوا پانی لینے کا حق پست اقوام کو بھی ...ملنا چاہئے۔ اور ان غریب مظلوموں کے ساتھ مساوات ...کا برتاؤ کیا جانا چاہئے۔ اگر سوامی جی اس منزل کو ...طے کریں تو ان کی اور ان کے رفقائے کار کی حیثیت ...میں ایک انقلاب عظیم برپا ہو جائے گا اور ان کے ...قلوب اس عناد اور کدورت سے پاک ہو جائیں ...گے جو انہیں مسلمانوں یا دوسری اقلیتوں سے ہیں۔ سوامی جی کو اس بات کا بھی احساس ہو جائے گا ...اصل خدمت غریبوں کی خدمت ہے۔ جب یہ ...ذہنیت ہندو بالائی کمانڈ میں پیدا ہو جائے تو ایک ...مل حیدرآباد کی سیاسی تنظیم جس میں سارے فرقے ...اور جماعتیں شریک ہوں مضبوط بنیادوں پر قائم ...ہو سکے گی۔ کیا سوامی جی اس کٹھن امتحان کے لئے تیار ہیں!

"صداقت کا خون"

سابق کانگریسی وزیر کا بیان

مسٹر راما تھن سابق کانگریسی وزیر ایک صحافتی ...بیان میں کہتے ہیں کہ "بمبئی میں تقریر کرتے ہوئے ...ڈاکٹر پتابھی سیتارامیا کا یہ کہنا کہ "آندھرا کی کشتی" کانگریس ...پالیسی کی مستند تشریح تھی اس بات کو ظاہر کرتا ہے ...اگست ۱۹۴۲ء کی تحریک عدم تشدد میں سب سے پہلے ...صداقت کا خون ہوا۔

ڈاکٹر پتابھی کی تقریر ہندوستانی سیاست ...میں ایک ایسی چیز کو پیش کرتی ہے جس کے مقابلہ میں ...کی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ ڈاکٹر پتابھی ...اس بات کو ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے کہ انہوں نے ریل کی پٹریاں اکھاڑنے کی منظوری نہیں دی تھی انہوں نے صرف ٹیلیگراف کے تار کاٹنے کی اجازت دی تھی۔ کوئی شخص جو ریلوے کے سسٹم سے واقف ہے جانتا ہے کہ ٹیلیگراف کے تار کاٹنا اسی طرح حادثہ کا باعث ہو سکتا ہے جس طرح کہ پٹریاں اکھاڑنا۔ الفاظ کے ذریعہ عدم تشدد کے اصول پر کاربند رہنے پر خواہ کتنا ہی اصرار کیا جائے کوئی پرتشدد فعل جیسا کہ ٹیلیگراف کے تار کاٹنا عدم تشدد کے مترادف نہیں ہو سکتا۔ میں نے بھی ڈاکٹر پتابھی کی طرح اسی انہماک سے عدم تشدد کے نظریہ کا مطالعہ کیا ہے میں ڈاکٹر پتابھی کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ ذی فہم طبقہ کے سامنے ثابت کریں کہ ٹیلیگراف کے تار کا کاٹنا عدم تشدد کے مطابق ہے۔ مہاتما اور ڈاکٹر پتابھی کی طرح عدم تشدد میرا مذہب نہیں ہے بلکہ میں نے اس کو بطور ایک سیاسی پالیسی کے اختیار کیا ہے لیکن جب تک میں اس پالیسی کا قائل ہوں مجھے دیانت داری کے ساتھ اس پر کاربند رہنا چاہئے۔ میں تار کاٹ کر نہیں کہہ سکتا کہ میں عدم تشدد پر عامل ہوں اگر میں قومی مفاد کی خاطر تار کاٹنا چاہتا ہوں تو میں ایسا کر سکتا ہوں۔ دنیا کے دوسرے حصوں میں دوسرے لوگوں نے ایسا کیا ہے۔ ان سے اعمال تخریبی سرزد ہوئے ہیں اور ایسے اعمال کی داد دی گئی ہے لیکن ایسی صورت میں مجھے صداقت کی خاطر عدم تشدد کا سوانگ چھوڑ دینا چاہئے ڈاکٹر پتابھی کی تقریر سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اگست ۱۹۴۲ء کی تحریک عدم تشدد میں سب سے پہلے صداقت کا خون کیا گیا۔ (ارپٹ)

پارچہ کی فراہمی کے انتظامات

حیدرآباد۔ ۱۷ شہریور۔ دفتر کمشنر پارچہ دفاتر بلدہ کو وافر مقدار میں کپڑا مہیا کرنے کی غرض سے حسب ذیل انتظامات کرنے کے لئے تیار ہے تاکہ کپڑے کی خریدی میں سہولت ہو۔

۱۔ وافر مقدار میں کپڑا امداد باہمی کی ان انجمنوں کو چلر فروشی کی قیمتوں پر فراہم کیا جائے گا جو کسی دفتر میں قائم کی جائیں۔

۲۔ دفتر کے افسر اعلیٰ کو دفتر کمشنر پارچہ میں انجمن کے اراکین کی ایک فہرست بھجوانی ہوگی جس میں اراکین کی خدمت اور ہر رکن کے متعلقین کی تعداد کی صراحت ہونی چاہئے۔ آٹھ سال سے کم عمر کا بچہ نصف بالغ کے مساوی سمجھا جائے گا۔

۳۔ دفتر کی انجمن کے ہر رکن اور اس کے متعلقین کے لئے (۲۰) گز سالانہ کے حساب سے کپڑا مہیا کیا جائے گا۔ آٹھ سال سے کم عمر کے بچوں کے لئے اس مقدار کا صرف نصف حصہ دیا جائے گا۔

۴۔ پہلی قسط کی مقدار صرف چھ گز فی کس اور تین گز فی طفل ہوگی۔

۵۔ کپڑے کی مقدار علی الترتیب (۵۰، ۲۰) اور (۱۰) کے تناسب سے موٹے اوسط قسم کے مہین اور اعلیٰ قسم کے مہین کپڑے پر مشتمل ہوگی۔ انجمن کے اراکین کپڑے کے مقدار اور اس کے تناسب کو جس طرح چاہیں آپس میں اپنی مرضی سے تقسیم کرنے کے لئے آزاد ہوں گے انجمن کو کپڑا پہنچ جانے کے بعد دفتر کمشنر پارچہ پر کپڑے کی تقسیم کی ذمہ داری نہ رہے گی۔

۶۔ نقد قیمت کی ادائی پر کپڑا بڑی مقدار میں ان مراکز سے دیا جائے گا جن کا کمشنر پارچہ تعین کریں۔ اس کا قوی امکان ہے کہ یہ مراکز تجارتی ہی ہوں۔

۷۔ انجمن امداد باہمی کو اس کی اطلاع ملنے کے سات دن کے اندر اس کے مقررہ کپڑے کی رسد تیار سے کپڑا حاصل کر لینا ہوگا۔

۸۔ انجمن امداد باہمی کے ہر رکن کو اس کی تصدیق کرنی ہوگی کہ وہ اور اس کے متعلقین شہر کی دکانوں سے کپڑا نہیں خریدیں گے۔

۹۔ ایک شرط یہ ہے کہ دفتر انجمن پارچہ کے لئے انجمن کے اراکین اور ان کے متعلقین کی فہرست اس وقت تک قابل قبول نہ ہوگی۔ جب تک اس کی صحت کی تصدیق نہ کی جائے اور دفتر کا افسر اعلیٰ ایک خاندان کے راشن کارڈوں کا اس سے مقابلہ نہ کرے۔

(محکمہ اطلاعات)

برطانوی ہند میں جدید انتخابات کی ضرورت

عوام کو حق رائے دہی ملنا چاہئے

از

ترکنڈے بیرسٹر ایٹ لا

قانون حکومت ہند بابت ۱۹۳۵ء میں اہم تبدیلی کے بغیر حق رائے دہی بالغان نافذ کیا جا سکتا ہے؟ یہ ایک نہایت اہم سوال ہے کیونکہ موجودہ دستور کے تحت صوبہ جات اور مرکز میں انتخابات عمل میں آئیں گے۔ جدید دستور کی تشکیل کے لئے ابھی کئی سال درکار ہیں اور جب تک فرقہ وارانہ سمجھوتہ نہ ہو جائے جدید دستور کی تشکیل بعید از قیاس ہے۔ اس اثناء میں صوبہ واری مجالس مقننہ اور مرکزی اسمبلی کو غیر معین مدت تک جاری نہیں رکھا جا سکتا۔ ان مجالس مقننہ کا انتخاب (۱۰) سال پہلے ہوا تھا۔ اب عوام الناس کی ترجیحات اور نئے مسائل سے دوچار ہیں۔ جو لوگ (۱۰) سال پہلے بالکل مختلف ترجیحات پر منتخب کئے گئے تھے وہ آج رائے دہندوں کے نمائندے نہیں کہلائے جا سکتے حالانکہ حق رائے بالکل محدود تھا۔ اس کے علاوہ یہ نمائندے رائے دہندوں کے مفاد کے خلاف کام کرتے رہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ جدید انتخابات جلد از جلد عمل میں لائے جائیں۔ لیکن کیا حق رائے دہی کو اس عذر کی بنا پر پہلے کی طرح محدود رکھا جائے کہ اس مجبوری کی وجہ سے کوئی دستور کی تبدیلیاں ممکن نہیں۔

حکومت برطانیہ نے بارہا اعلان کیا ہے کہ ہندوستان کے دستور کی تشکیل خود ہندوستانیوں کو ہی کرنی چاہئے۔ دستور مرتب کرنے اور عوام کی رائے معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ کرپس کی تجاویز میں یہ سفارش کی گئی تھی کہ صوبہ واری مجالس مقننہ کے ارکان دستور ساز اسمبلی تشکیل دیں جس میں ریاستوں کے نمائندے بھی شریک ہوں۔ چونکہ صوبہ واری مجالس مقننہ میں حق رائے دہی آبادی کے صرف (۱۰) فی صد تک محدود ہے اور جائداد کے مالک ہونے کی شرط لگائی گئی ہے اس لئے کرپس کی تجاویز کا یہ مطلب ہے کہ برطانوی ہند کی (۹۰) فی صد آبادی حق رائے دہی سے محروم ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ایسا غیر جمہوری اصول قبول نہیں کیا جا سکتا تاوقتیکہ صوبہ واری مجالس مقننہ کے لئے حق رائے دہی کو وسعت نہ دی جائے اور تمام بالغوں کو ووٹ دینے کا حق نہ دیا جائے۔

اس سے قطع نظر کہ آئندہ انتخابات دستور ساز اسمبلی کی بنیاد قرار پائیں گے ایک اور نقطۂ نظر سے بھی جدید انتخابات نہایت اہم ہیں۔ جدید انتخابات سے اس پالیسی پر اثر پڑے گا جو صوبہ واری حکومت ان مسائل کے متعلق اختیار کرے گی جو ملک کے سامنے ہیں۔ یعنی ایسی معاشی منصوبہ بندی جو باشندگان ہند کے لئے موزوں ہو اور اس قسم کا دستور جو ملک کی آزادی اور خوش حالی کا ضامن ہو۔ جدید انتخابات سے صوبہ واری حکومتوں کی ہیئت ترکیبی کا بھی تعین ہو جائے گا۔ لیکن اگر حق رائے اسی طرح محدود رہے جیسا کہ اب ہے تو باشندوں کی اکثریت کو ملک کے مسائل میں کوئی آواز حاصل نہ ہوگی۔

صوبہ واری مجالس مقننہ سے زیادہ مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں حق رائے دہی محدود ہے۔ یہ حق رائے دہی مفادات حاصلہ کی ایک چھوٹی سی اقلیت تک محدود ہے۔

حق رائے دہی بالغان کے مطالبہ کی کسی معقول وجہ کی بنا پر مخالفت نہیں کی جا سکتی۔ وہ جماعتیں بھی جو اعلیٰ طبقوں کی نمائندگی کرتی ہیں اس مطالبہ کی مخالفت نہیں کر سکتیں کیونکہ وہ عوام کی نمائندگی کے مدعی ہیں۔ یہ طبقے حق رائے دہی بالغان کی نسبت سکوت اختیار کرتے ہیں اگرچہ وہ ہندوستان کے باشندوں کے نام سے آزادی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ بہر حال کوئی طبقہ اس مطالبہ کی کھلے طور پر مخالفت نہیں کر سکتا۔

حق رائے دہی بالغان سے متعلق ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی نے جب شور مچایا تو پارلیمنٹ میں مسٹر ایمری سے مسٹر فلپ پرائس نے سوال کیا کہ آیا اقتدار کی منتقلی سے پہلے حق رائے دہی کو وسعت دینے کا مسئلہ زیر غور ہے۔ اس کے جواب میں مسٹر ایمری نے کہا کہ اس عمل سے مختلف پیچیدگیاں پیدا ہوں گی اور ہندوستان میں بہت بڑا انتظامی کام کرنا پڑے گا، جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

ہندوستان کی کوئی سیاسی جماعت اس مسئلہ پر مناقشہ شروع نہیں کرے گی اور اگر حکومت برطانیہ اس حال میں اقدام کرے تو کوئی کھلی مخالفت نہ ہوگی۔ اس خصوص میں مسٹر ایمری کا اندیشہ بے بنیاد ہے۔ اگر حکومت برطانیہ حق رائے دہی کو اونچے طبقوں تک محدود رکھنا نہیں چاہتی تو وہ اس مطالبہ سے اختلاف نہیں کر سکتی۔

اکثر یہ بحث کی جاتی ہے کہ حق رائے دہی بالغان کا مطالبہ قابل عمل نہیں کیونکہ نئے دستور کی تشکیل تک قانون حکومت ہند بابت ۱۹۳۵ء ہی نافذ رہے گا۔ مگر خود قانون حکومت ہند بابت ۱۹۳۵ء میں حق رائے دہی کو وسعت دینے کے طریقے درج ہیں۔ پارلیمنٹ میں قانون کی ترمیم کے بغیر آرڈر ان کونسل کے ذریعہ حق رائے دہی بالغان کو نافذ کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح دفعہ ۳۰۸ نمبر (۴) کے تحت دو ایوانی طریقہ جو چھ صوبوں میں رائج ہے جس میں مفادات حاصلہ کو وزن دیا گیا ہے منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں جو کچھ کرنا ہے صرف یہ ہے کہ مجوزہ آرڈر پارلیمنٹ کے آگے صوبہ واری حکومتوں اور مجالس مقننہ کی رائے کے ساتھ پیش کر دیا جائے۔ حق رائے دہی بالغان کے نفاذ سے کسی اقلیت پر مضر اثر نہیں پڑ سکتا۔ اسی طرح صوبہ واری مجالس مقننہ میں دو ایوانی طریقہ کو منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ پس قانون حکومت ہند بابت ۱۹۳۵ء ہی کے تحت حق رائے دہی کو بالغوں تک وسعت دینا اور مدراس، بمبئی، بنگال، صوبہ متحدہ، بہار اور آسام میں دو ایوانی طریقے کو منسوخ کرنا ممکن ہے۔

اس طرح مرکزی اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ میں گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل وزیر ہند کی منظوری سے ضروری ترمیمات عمل میں لا سکتا ہے۔ صرف شرط یہ ہے کہ مرتبہ قواعد فوراً پارلیمنٹ کے آگے پیش کر دئے جائیں۔ اگر حق رائے دہی کو وسعت دی جائے تو حلقہ رائے دہی کو وسعت دی جائے تو حلقہ ہائے انتخاب کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا اور قواعد کے ذریعہ اس کا انتظام کیا جا سکتا ہے کہ کوئی حلقہ انتخاب زیادہ بڑا یا زیادہ چھوٹا نہ ہونے پائے۔

مختصر یہ کہ موجودہ قانون حکومت ہند میں کوئی ترمیم کئے بغیر حسب ذیل جمہوری تبدیلیاں فوراً عمل میں لائی جا سکتی ہیں۔

(۱) صوبہ واری مجالس مقننہ کے لئے حق رائے دہی بالغان

(۲) ہندوستان کے چھ صوبوں میں دو ایوانی طریقے کی تنسیخ

(۳) مرکزی اسمبلی کے لئے حق رائے دہی بالغان۔ ارکان اسمبلی کی تعداد میں اضافہ، موجودہ ارکان کی تعداد میں تخفیف

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۲)

مسلم لیگ کے بغیر حکومت سے سمجھوتے کی کوشش

از

پورن چند جوشی

مولانا آزاد نے جو اعلان کیا کہ کانگریس کا ... تیسری پوسٹ تو اس کا مطلب یہ تھا کہ کانگریس لارڈ ویول کی طرف مصالحت کا رویہ اختیار کرے گی لیکن مسٹر جناح کے ساتھ سختی سے پیش آئے گی۔ شملہ کانفرنس کے واقعات اس کے شاہد ہیں۔

میں مختلف اخبارات سے صرف چند اقتباسات پیش کرتا ہوں اس سے ظاہر ہو جائے گا کہ ہماری قوم کتنی گندی ہوتی جا رہی ہے۔

کانگریس کا اخبار "ہندو" جو اپنے سنجیدہ لہجے کے لئے مشہور ہے لکھتا ہے کہ "اگر کانگریس ایسے لوگوں کی فہرست پیش کر سکے جنہیں عام طور سے قومی نمائندہ تسلیم کر لیا جائے گا تو وائسرائے کا فرض ہے کہ وہ انہی کو منظور کرے ... خواہ کوئی جماعت یا مفاد اپنے ذاتی اغراض کی وجہ سے تعاون کرنے سے انکار ہی کیوں نہ کر دے۔" (۴ جولائی)

ہندوستان ٹائمز (دہلی)، برلا کا اخبار ہے اور گاندھی جی کے صاحبزادے اس کے ایڈیٹر ہیں۔ یہ اخبار ۶ جولائی کے ایڈیٹوریل میں لکھتا ہے کہ "ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مساوات کے اصول کو عارضی طور پر بھی تسلیم کر کے کانگریس نے لیگ کو خوش کرنے کے لئے بڑی قربانی کی ہے ...... مناسب ہے کہ اب یہ محسوس کرنا چاہئے کہ ان کے پیش روؤں نے فرقہ پرستی کی بہت افزائی کر کے ہندوستانی سیاست کو کس درجے کو پہنچا دیا ہے۔ آئندہ چند دنوں میں یہ معلوم ہو جائے گا کہ لارڈ ویول مسٹر جناح کو اس کا موقع دیں گے کہ وہ اپنی انتہا پسندی سے کانفرنس کو ناکام بنا دیں؟"

بمبئی کرانیکل اس پر نالاں ہے کہ مسٹر جناح نے مختلف مسلمانوں کی توہین کی ہے۔ اور جب تک وہ معافی نہ مانگیں اس وقت تک کانگریس کو لیگ سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہئے۔" امرت بازار پترکا کا خیال ہے کہ لیگ کو وائسرائے نے سر پر چڑھا رکھا ہے اگر وائسرائے سختی سے کام لیں تو مسٹر جناح کا مزاج ٹھیک ہو جائے گا اور لیگ کے موجودہ لیڈروں کی جگہ نئے لیڈر لے لیں گے۔

جن لوگوں کی روح اور ضمیر مر چکا ہے وہی یہ سوچ سکتے ہیں کہ ہندوستانی جماعتوں کو بنانے اور بگاڑنے کا کام وائسرائے کے سپرد کر دینا چاہئے۔

یہی حال ہندی اخباروں کا ہے جو اس وقت لارڈ ویول کا گن گا رہے ہیں۔ وشوامتر اب تک کانگریس لیگ اتحاد کا حامی تھا اب وہ لکھتا ہے کہ اگر برطانوی حکومت لیگ پر مسکرانے کے بجائے غرانے لگے تو مسٹر جناح کا سارا نشہ اتر جائے گا۔ اور پھر انہیں کوئی سہارا نہیں ملے گا۔ حکومت کی غراہٹ برداشت کرنے کی طاقت صرف کانگریس میں ہے۔ جب کانگریس حکومت سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہے تو پھر حکومت کو اس کی پروا نہیں کرنا چاہئے کہ لیگ یا کوئی اور جماعت اس سے تعاون کرتی ہے یا نہیں؟

"راشٹروانی" پٹنہ سے نکلتا ہے اس کو بہار کے سابق کانگریسی وزیر اعظم سری کرشن سنہا اور مشہور کانگریسی لیڈر راجندر پرشاد کی سرپرستی حاصل ہے وہ ۸ جولائی کے ایڈیٹوریل میں لکھتا ہے "ملک کی سب سے بڑی جماعت (کانگریس) آج لارڈ ویول کی یہ اپیل سننے کے لئے راضی ہے کہ ہم اپنے پرانے جھگڑے بھول جائیں، اور ویول اور جیل کو گلے لگانے کے لئے تیار ہے۔" یہ خبر شائع ہو چکنے کے بعد اس اخبار نے بھی یہی مشورہ دیا ہے کہ لارڈ ویول کو چاہئے کہ جناح کو نظر انداز کر دیں۔ بنارس کے "آج" نے بھی یہی تلقین کی ہے کہ مسٹر جناح اور مسلم لیگ کو چھوڑ کر کانگریس اور ویول کے درمیان مفاہمت ہو جانی چاہئے۔

"ادھیکار" کے ہونہار ایڈیٹر پاروکر کی سب لوگ عزت کرتے ہیں۔ وہ لارڈ ویول کی سپاہیانہ شان سے مرعوب ہیں اور یہ امید لگائے بیٹھے ہیں کہ جناح کو شکست ہو گی۔ پنڈت بال کرشن شرما یو۔پی کے کانگریسی لیڈر ہیں وہ اپنے اخبار پرتاپ میں لکھتے ہیں کہ "ہم اس موقع پر ایک بات صاف صاف کہہ دینا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ جناح صاحب کو منہ لگانا ٹھیک نہیں ہے۔" یہ یو۔پی کے تعلقداروں کا رویہ ہے جو آج وہاں کے کانگریسی لیڈر اختیار کر رہے ہیں۔

گجراتی اخباروں کا رویہ ہندی اخباروں سے بہتر نہیں ہے۔ میں نے پریس کو جو بیان دیا تھا کہ کانگریس لیگ سمجھوتے کے لئے کانگریس کو لارڈ ویول کا انتظار نہیں کرنا چاہئے بلکہ خود کوشش کرنی چاہئے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے "نوتن گجرات" لکھتا ہے "یقیناً یہ خوشی کی بات نہیں ہے کہ کوئی خوددار ہندوستانی لارڈ ویول سے انصاف کا مطالبہ کرے۔ کانگریس کو تو یہ بالکل زیب نہیں دیتا۔ لیکن ہندوستان کی عزت اور مصیبت زدہ جنتا کی خاطر کانگریس کو یہ توہین بھی برداشت کرنی پڑے گی۔"

یہ کانگریس کا نہیں، بلکہ گجرات کے بنیوں کا رویہ ہے جس طرح سامراجی کنٹرول کو شکست دینے کے لئے بیوپاریوں کی تنظیم دلکش فریضہ تھا، اسی طرح اب بھوکی اور ننگی جنتا کی خاطر ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت کو نظر انداز کر دینا بھی دلکش فریضہ بن گیا ہے۔

لوک مانیہ تلک کے وطن مہاراشٹر کے مختلف اخبارات روز بروز مہا سبھائی ہوتے جا رہے ہیں۔ لیکن کوئی اس رجعت پسندی کے خلاف آواز اٹھانے والا نہیں۔ وہاں کا کانگریسی اخبار نواکال سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی اکثریت کی نمائندگی کرتی ہے۔

ایک بھی کانگریسی اخبار یا کانگریسی لیڈر نے لیگ کے اس مطالبے کے متعلق کچھ نہیں کہا ہے کہ الکشن کر کے عوام کی رائے لے لینی چاہئے۔ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ مسلمانوں کی نمائندگی کون کرتا ہے جس بات کو کہتے ہوئے دوسرے لوگ ڈرتے ہیں۔ اس کو "جاگرن" اخبار کے ایڈیٹر پاروکر جی نے صاف صاف لکھ دیا ہے۔ "اب لیگ کونسل کے سامنے صرف دو ہی راستے ہیں۔ یا تو اپنے ضد کو ڈھال اور ... یا ہندوستان کی حکومت میں شریک نہ ہو۔ اور اس طرح پاکستان کے حصول میں اور مشکلات پیدا کرے۔ پھر ان کے لئے صرف ایک ہی امید باقی رہ جاتی ہے۔ اگر الکشن جلد ہو جاتے ہیں تو وہ مسلمانوں سے جا کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ غیروں نے تمہارے لیڈروں کی توہین کی ہے اور ان کی ہمدردی حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن لارڈ ویول کے پاس اس کا علاج موجود ہے وہ یہ کہ الکشن جاپانی جنگ ختم ہونے کے بعد ہوں گے۔ اس دوران میں یہ وقتی ہیجان ختم ہو جائے گا اور مسلم عوام یہ محسوس کرنے لگیں گے کہ لیگ نے ان کو بڑا نقصان پہنچایا ہے اور آخر میں آج سے دو برس بعد لیگ کو الکشن میں شکست ہو جائے گی۔"

اس کا لب لباب یہ ہے کہ پہلے ویول کا تعاون کرو۔ پھر ان سے کہو کہ تقسیم ختم کر دیں۔ اپنی حکومت بنا کر اپنا اقتدار بڑھاؤ اور لیگ کو دوران جنگ میں اسی طرح سڑنے دو۔ پھر اسے بالکل کچل دو کیونکہ ... اس قسم کی حرکتوں کو جمہوری طریقہ کار ... کہا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لیگ مساوات ...

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

کانگریس مجبور رہی تھی کہ برطانیہ سمجھوتہ کے لئے بیتاب ہے اس لئے اس نے لیگ سے مصالحت کی ضرورت نہیں سمجھی۔ اس کی وجہ سے کانگریس کے ذہن میں یک طرفہ سمجھوتہ کا خیال پختہ ہو گیا اور لیگ کو اس کا خوف پیدا ہو گیا کہ کہیں کانگریس اور حکومت میں سمجھوتہ نہ ہو جائے۔ ویول نے اس صورت حال سے پورا فائدہ اٹھایا۔۔

...... کانگریس نے کانفرنس کی ناکامی کی ذمہ داری لیگ پر عائد کر دی۔ یہ بڑی مضحکہ خیز بات ہے کہ آپ خود تو اپنے سامراجی آقاؤں سے آس لگائے بیٹھے رہیں اور اپنے برادران وطن کی جماعت سے مصالحت کرنے کی کوشش نہ کریں اور جب آپ کو ناکامی ہو تو خود اپنے بھائیوں پر اپنا غصہ اتاریں۔

(پی۔ سی۔ جوشی)

ایک خاتون نے خطیبہ ہند کے نام سے شکوہ کیا اس امر پر احتجاج کیا ہے کہ وائسرائے نے شملہ کانفرنس میں سب کو بلایا لیکن عورتوں پر ایک نگاہ لطف بھی نہ ڈالی۔

کلکتہ کے ایک معاصر نے اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خواتین کو کانفرنس میں مدعو نہ کر کے وائسرائے نے بڑی دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔ اگر عورتیں مدعو کی جاتیں تو پہلے ہی روز کانفرنس برخاست ہو جاتی کیونکہ یہ کانفرنس عارضی حکومت کے قیام کے متعلق منعقد ہوئی تھی اور عورتیں عارضی انتظام کی قائل نہیں وہ صرف مستقل بنیادوں پر سمجھوتہ کی قائل ہیں اس کے علاوہ امیدواروں کو منتخب کرنے کے لئے فہرستیں تیار کرنا عورتوں کو پسند نہیں۔

مولانا آزاد سے مسٹر فضل الحق کی ملاقات۔

(اخبار کی سرخی)

اس سرخی کو پڑھ کر ہمارے ایک دوست اقبال کے یہ شعر گنگنانے لگے ۔۔

آئے جو قراں میں دو ستارے
کہنے لگا ایک دوسرے سے
یہ وصل مدام ہو تو کیا خوب
انجام خرام ہو تو کیا خوب
تھوڑا سا جو مہرباں فلک ہو
ہم دونوں کی ایک ہی چمک ہو

کامریڈ نارائن ریڈی ایک صحافتی بیان میں کہتے ہیں کہ:۔

عوامی بابِ حکومت سے ان کی مراد یہ ہے کہ آندھرا مہاراشٹرا کرناٹک کانفرنسوں اور اتحاد المسلمین کے نمائندوں کو بابِ حکومت کی رکنیت پر مامور کیا جائے۔

یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ ہمارے قائدین کرام اسمبلی کے قیام سے پہلے اور پبلک ووٹ سے نمائندگی کی سند حاصل کئے بغیر باب حکومت کی کرسیوں تک پہنچنے کے لئے بیتاب ہیں۔ مگر دشواری آندھرا کانفرنس کی حد تک پیدا ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آندھرا کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر کو باب حکومت کا رکن بنایا جائے یا نیشنلسٹ پارٹی کے لیڈر کو؟۔ ہماری رائے میں قرعہ اندازی سے یہ مسئلہ طے کیا جائے۔ ووٹ کا طریقہ بورژوا طریقہ ہے۔ رہا پست اقوام کے نمائندوں کا مسئلہ اگر انہیں باب حکومت کے ایوان میں جگہ نہیں مل سکتی تو برآمدوں میں ضرور جگہ ملنی چاہئے۔

حیدرآباد میں مسٹر جناح کی قیادت پر کامل اعتماد کے اظہار کے لئے یوم قیادت کے نام سے ایک جلسہ عام منعقد ہو رہا ہے۔ (ایک خبر)

بعض واقف کار لوگوں کا خیال ہے کہ مسٹر جناح کی قیادت اس قدر مسلمہ ہے کہ اس کو جلسوں سے سند حاصل کرنے کی ضرورت نہیں البتہ ایسے جلسوں کے انعقاد سے بانیان جلسہ کو اپنی قیادت قائم کرنے کا موقع ضرور مل جاتا ہے۔ ہماری رائے محفوظ ہے۔

بخبر اطلاع دہلی کے عامل بلدیہ نے اچانک دورے شروع کر دیے ہیں۔ (دکن نیوز)

[illegible] سفر۔

نفاذ اصلاحات پر بحث کرتے ہوئے معاصر پیام تحریر کرتا ہے کہ:۔

ہم نے کبھی موجودہ اصلاحات کو کافی یا ملک کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل نہیں سمجھا بلکہ ہم ان کو بہت زیادہ قابل اصلاح سمجھتے ہیں۔

یہ کوئی عرصہ پہلے تو آپ ایسا نہیں سمجھتے تھے۔ آخر کب سے اور کیوں ایسا سمجھنے لگے؟

مہین پارچہ کی رسد میں اضافہ۔ (ایک خبر)

یہ پارچہ اس قدر مہین ہے کہ بازار میں نظر ہی نہیں آتا۔

ترقی پسند ادیب مسٹر سبط حسن نے ایک مضمون میں جو "قومی جنگ" میں شائع ہوا ہے ایران کی اس لئے مذمت کی ہے کہ اس نے سوویٹ روس کو تیل کا اجارہ دینے سے انکار کر دیا۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ سوویٹ روس دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے تو حکومت ایران جنگ کا بہانہ کر کے اس کی تجویزوں کو رد کر دیتی ہے۔ ایران کے رجعت پسند عناصر اپنی جیب گرم کر کے ایران کے دہقانوں اور مزدوروں کو ان کے جائز حقوق سے محروم کر رہے ہیں۔

تو گویا وہی ملک ترقی پسند کہلانے کا مستحق ہے جو برطانوی سامراجیت کے قبضے سے نکل کر اپنے آپ کو روسی سامراجیت کے حوالے کر دے۔

مقامی جرائد میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ آنریبل دیوان بہادر آرمودوا آئنگار نے دواخانہ کا معائنہ فرمایا۔ جس ترکیب سے اس خبر کی عبارت لکھی گئی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنریبل صدر المہام بہادر کے معائنہ کی خبر کو نظم دقیق کی شان میں ایک قصیدہ بنا دیا گیا ہے۔ (پیام)

بالکل اسی طرح جس طرح معاصر محترم نے ... کی شان میں بے وقتی کے ساتھ قصیدہ سے کہا ہے۔

غذائی صورت حال

صدرالمہام بہادر مال کا تبصرہ

آنریبل مسٹر سی۔ اے۔ جی۔ اے سیاحت صدر المہام مال و ریونیو نے آج صحافتی کانفرنس میں ملک کی غذائی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کا مقصد یہ ہے کہ ہر قسم کے اجناس بچائے جائیں اور جہاں تک ممکن ہو سکے بمناسب تقسیم کا انتظام کیا جائے۔

مسٹر بیادرج نے ابتداء میں صحافتی تعاون کی خواہش کی۔ انھوں نے کہا کہ میں پریس کی اہمیت کا بہت زیادہ قائل ہوں۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے آنریبل صدر المہام بہادر نے کہا کہ یہ لازمی ہے کہ حکومت اور صحافتی نمائندوں میں کامل تعاون عمل ہو تاکہ عوام کی اور مملکت کی بھلائی کے لئے کام کیا جا سکے۔ آپ نے کہا کہ یہ انتہائی ضروری ہے کہ عوام کو معلوم ہو کہ محکمہ رسد کیا کام انجام دے رہا ہے۔

آنریبل صدر المہام بہادر نے فرمایا کہ حکومت کا مقصد یہ ہے کہ ایک لاکھ ٹن اجناس کا ذخیرہ رکھے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ نو شہروں میں راشن بندی کا نفاذ عمل میں آچکا ہے۔ حکومت چاہتی ہے کہ در حقیقت بہتر انتظام کے تحت راشن بندی نافذ ہو جس میں کہ مساوات برقرار رہے اور اتنا اچھا طریق ہو جو سب کے لئے مناسب بھی ہو اور جس سے کسی کو کوئی زحمت برداشت نہ کرنی پڑے۔

دوکانداروں سے اس کے مشورے حاصل کئے جا رہے ہیں کہ اگر مناسب ہو تو ہفتہ واری کی بجائے ماہواری غلہ حاصل کیا جائے۔

آنریبل صدر المہام بہادر نے کہا کہ شکر کا راشن اس لئے گھٹا دیا ہے کہ نیشکر کی فصل خاطر خواہ نہیں ہوئی تھی جس کے باعث شکر زیادہ مقدار میں نہیں بنائی جا سکی تاہم ڈھائی فیصد اجناس کی خرابی کسی صورت میں بھی غیر معمولی نہیں ہے اور یہ کہ غلہ زیادہ اگاؤ کی مہم بہر صورت کامیاب رہی۔

آنریبل صدر المہام بہادر نے یہ بھی کہا کہ حکومت سرکار عالی اس کوشش میں مصروف ہے کہ دو قسم بیل کی کھلی کھاد کے طور پر استعمال کی جائے اور اس سے بہتر نتائج حاصل کئے جائیں۔ مسٹر بیادرج نے اس کا انکشاف کیا کہ حکومت ایسی تجاویز پر غور کر رہی ہے جن سے کہ مزید کھاد میں اضافہ ہو سکے۔ اس سلسلہ میں کوئی عملہ مقرر کیا جائے گا۔ اور مقامی طبقوں کو امداد بھی دی جائے گی۔

آنریبل صدر المہام بہادر نے یہ بھی بتایا کہ اضلاع تلنگانہ میں کافی بارش ہوئی اور وہاں آبی اور خریف فصول کے لئے تخم ریزی شروع ہو گئی ہے۔ اضلاع مرہٹواڑی میں صرف اورنگ آباد میں پانچ انچ بارش ہوئی بیڑ، عثمان آباد اور [illegible] میں بارش کافی نہیں ہوئی۔ اضلاع کرناٹک میں گلبرگہ کے تین تعلقات شہر اپور، شاہ پور اور یادگیر میں بارش ہوئی لیکن رائچور کے پورے ضلع میں تین فیصد سے زائد بارش نہیں ہوئی۔ رائچور میں صورت حال انتہائی خطرناک ہے اور اس کا امکان ہے کہ اگر چند دن میں اچھی بارش نہ ہو تو یہ کمی مزید بڑھ جائے گی۔

صحافتی کانفرنس میں بتلایا گیا ہے کہ حکومت نے اضلاع میں بھی راشن بندی کا نفاذ کیا ہے اور نو شہروں میں راشن نافذ ہے جو حیدرآباد، سکندرآباد، ورنگل، گلبرگہ، شوراپور، یادگیر، محبوب نگر، نارائن پیٹھ اور کھمم میں اور اس کے علاوہ سداشیو پیٹھ کے تعلقہ میں راشن بندی نافذ کی گئی اور دیورکنڈہ میں انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ رائچور میں راشن بندی بہت جلد نافذ کی جائے گی۔

اس کے بعد کمی کے رقبوں میں اجناس کی فراہمی کا ذکر کرتے ہوئے صدر المہام بہادر نے بتایا کہ کھلے بازار میں سیزن کے اختتام پر ۳۲ لاکھ پلے خریدے گئے۔ مقامی ذخائر کو مقامی ضروریات کے لئے بھی رکھا جا رہا ہے۔

ممالک محروسہ کی چاول کی صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے آنریبل صدر المہام بہادر نے کہا کہ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن میں ۸ لاکھ پلے چاول امداد مشکلات کے اختتام تک موجود تھے جس میں مزید اسی ہزار پلے شریک ہو جائیں گے جن کے دینے کا حکومت ہند نے وعدہ کیا ہے جس کے باعث تلنگانہ اضلاع میں راشن بندی کی مقدار تین چھٹانک سے چار چھٹانک کر دی جائے گی۔ مرہٹواڑی اور کرناٹک اضلاع میں بھی چاول سات پلے فی ہزار فی ماہ کی بجائے ۱۰ پلے فی ہزار فی ماہ دئے جائیں گے۔ آپ نے کہا کہ یہ موسم کے بہتر رہنے پر ہے۔

حکومت ہند کے ۱۲ ہزار ٹن گیہوں کے کوٹہ کا ذکر کرتے ہوئے آنریبل صدر المہام بہادر نے کہا کہ اس کی وجہ سے صورت حال بہتر ہو گئی ہے۔ اس فصل کو چالیس ہزار ایکڑ کی کمی کے باعث صورت حال بہتر نہ تھی اور بعض اضلاع میں خشکی تھی۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ ۱۲ ہزار ٹن گیہوں میں سے ایک ہزار ٹن میدہ کے تھے۔

اس کے بعد اجناس کے ضائع ہو جانے کی جانب صحافت نے جو توجہ دلائی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے آنریبل صدر المہام بہادر نے کہا کہ یہ غلط فہمی کی بناء پر ہوا جس میں گزشتہ ماہ میں کمرشیل کارپوریشن کو جو کمیں غلہ گودام استعمال کرنے پڑے وہ بھی شامل ہیں۔ مجموعی طور پر ۲۶ لاکھ پلے میں سے اگر ۶۵ ہزار پلے ضائع ہو جائیں تو یہ تقریباً فی پلہ ۲ ½ سیر ہوتے ہیں۔ مینیجنگ ڈائرکٹر حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن نے ماہرین سے مشورہ کیا جنھوں نے بتلایا کہ عموماً ۳ تا ۵ سیر فی پلہ اجناس ضائع ہوتے ہیں۔

آنریبل صدر المہام بہادر نے اس امر کا انکشاف کیا کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے مراحم خسروانہ سے پچاس لاکھ روپے کے سرمایہ سے گودام ٹرسٹ کا قیام عمل میں آئے گا اور سو گودام تیار ہوں گے۔ ان گوداموں سے حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن سات لاکھ پلے اجناس بہتر حالت میں رکھنے کے قابل ہو گا۔ اس سے اجناس کے ضائع جانے کا امکان کم ہو جائے گا۔

جمع وظیفہ یاب و منصبداران مطلع ہوں

ذریعہ ہذا جمع وظیفہ یاب و منصبدار صاحبان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے اپنے وظائف و مناصب کے تقسیم کی تواریخ کی پابندی کیا کریں کیونکہ کچھ دنوں سے دیکھا جا رہا ہے کہ مقررہ تواریخ کے تنخواہ دار صاحبان کے علاوہ ایسے اصحاب بھی کہ جن کی تنخواہ کی تاریخیں مقرر نہیں ہوتی بغرض حصول تنخواہ خزانہ پر حاضر ہو جایا کرتے ہیں اور مختلف نوعیت کے وثائق بغیر تواریخ میں پیش کیا کرتے ہیں اس کی وجہ سے دفتر متعلقہ میں ایک غیر معمولی ہجوم ہوتا ہے اور اس کے انتظام میں دشواری کا عمل واقع ہوتا ہے تنخواہ دار صاحبان کو بھی بے وجہ زحمت اٹھانی پڑتی ہے۔

ان سے توقع ہے کہ وہ ضرور مقررہ تواریخ کی پابندی کر کے دفتر متعلقہ کے ساتھ تعاون عمل کریں گے اور حسب ذیل قواعد و احکام کا بھی کما حقہ پابندی کریں۔

(۱) تواریخ مقررہ کی سختی سے پابندی کی جائے (۲) وثائق بارہ (۱۲) بجے دن تک پیش کئے جائیں (۳) ماہ [illegible] تواریخ کو بغرض تصدیق سالانہ ذریعہ اعلان دفتر [illegible] صاحبات [illegible] عالی تقسیم کرتے ہیں [illegible]

فوجی بھرتی ــــ تنخواہ اور الاونس

کرنل ایچ۔ بی۔ راجرس ڈپٹی رکروٹنگ افسر کی نشری تقریر

ہندوستانی فوج کی تعداد جس میں ہندوستان کی ہر ریاست کے دستے بھی شامل ہیں تقریباً چھ سال کے اندر دو لاکھ سے بڑھ گئی ہے اور اب اس کی تعداد بیس لاکھ سے زائد ہو گئی ہے۔ اس فوج نے دنیا کے کئی حصوں میں متحدہ اقوام کے سپاہیوں سے مل کر شاندار طریقے پر جنگ کی اور بجا طور پر ایسی شہرت اور نیک نامی حاصل کر لی ہے جو کسی اور فوج سے کم نہیں ہے۔ وہ ہندوستان کے حقیقی دشمن جاپان کو تباہ کرنے کے لئے ابھی تک لڑ رہی ہے۔ یہ ایک ایسی ظالم اور بے رحم قوم ہے جس نے کئی ملکوں میں بے حساب تباہی پھیلا دی اور بے شمار انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ہندوستانی فوج نے ہمارے عزیز وطن ہندوستان کو بچایا اور ہمیں اس تباہی سے بچایا جس سے جاپانی مقبوضہ ملکوں میں رہنے والے دوچار ہوئے ہیں۔ اب وہ اس دشمن کا خاتمہ کرنے کے لئے لڑ رہی ہے تاکہ جاپانی آئندہ کبھی جنگ کی تباہ کاریوں سے ہمارے لئے خطرہ نہ پیدا کر سکیں اور ہم اور ہماری اولاد امن کی برکتوں سے فیض یاب ہو اور ہماری سرزمین پر غیر کا قبضہ نہ ہونے پائے۔ یہ ایک شاندار کام ہے۔ جو لوگ اسے انجام دے رہے ہیں وہ ہندوستان کے بہترین سپوت ہیں کیونکہ اپنے ملک کے دشمنوں کا مقابلہ کرنے اور اپنے عزیز و اقارب کو موت اور غلامی سے بچانے سے بڑھ کر اور کوئی قابل عزت کام نہیں ہو سکتا۔

اگرچہ ہم سب اپنی فوج کے ان عظیم الشان کارناموں پر فخر کرتے ہیں جو انجام دے چکی ہے یا دے رہی ہے لیکن ہم میں سے بہت کم لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ شاندار کارنامے انجام دینے والوں کو کیا تنخواہ دی جاتی ہے انہیں کس قسم کی غذا اور لباس مہیا کیا جاتا ہے وغیرہ۔ ان امور کے بارے میں چند حقیقتیں آپ کو بتائی جاتی ہیں سب سے پہلے میں تنخواہ اور الاونس کا ذکر کیا جائے گا۔ کچھ تو اس لئے کہ انہیں چیزوں کے متعلق مجھ سے پہلے سوال کیا جاتا ہے اور کچھ اس وجہ سے کہ دوسری تمام چیزوں کی تفصیل کے لئے میرے پاس اس وقت نہیں ہے اس کے لئے ابھی کچھ انتظار کرنا ہوگا۔

ہندوستانی فوج اور افواج باقاعدہ کی تنخواہوں کی شرح میں تھوڑا سا فرق ہے۔ آپ کو پہلے افواج باقاعدہ کی تنخواہوں کی تفصیل بتائی جائے گی۔ لیکن یاد رہے کہ افواج باقاعدہ کا ہر رکن جو ممالک محروسہ کے باہر برطانوی ہند یا کسی اور مقام پر خدمت کر رہا ہے ہندوستانی فوج کی شرح سے تنخواہ اور الاونس پاتا ہے۔ ابھی میں آپ کے سامنے جو شرحیں بیان کروں گا ان کا اطلاق صرف اسی وقت ہوتا ہے جب افواج باقاعدہ کا کوئی رکن ممالک محروسہ ہی میں رہتا ہے۔

وہ شرحیں یہ ہیں افواج باقاعدہ میں شریک ہونے والے رنگروٹ کو ماہانہ ۱۵ روپیہ تنخواہ الاونس ۸ روپیہ ملتا ہے۔ اس طرح جملہ ۲۳ روپے ہوتے ہیں اور اگر فوج اور توپ خانے کے لئے اس کا انتخاب عمل میں آئے تو اسے ماہانہ ۳ روپے زائد ملتے ہیں اس طرح جملہ ۲۶ روپیہ ہوتے ہیں۔ اگر وہ کوئی غیر فوجی آدمی ہوتا تو اسے اپنی تنخواہ اور گرانی الاونس کا بڑا حصہ موجودہ بڑھی ہوئی قیمتوں پر کھانے پینے کی چیزیں خریدنے کے لئے صرف کرنا پڑتا۔ لیکن رنگروٹ کو یہ مصارف برداشت کرنے کی ضرورت نہیں اس کی غذا کا مفت انتظام کیا جاتا ہے اور زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ بعض یونٹوں میں زائد خوراک کے لئے ماہانہ ۲ روپیہ کاٹ لئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ حجام دھوبی وغیرہ کے اخراجات کی پابجائی کے لئے خفیف سی وضعات کی جاتی ہیں۔ لیکن ان کی مقدار ماہانہ ۲ روپیہ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اس طرح زیادہ سے زیادہ ماہانہ ۴ روپے وضع کئے جاتے ہیں اور مہینے کے ختم پر اس کی تنخواہ میں سے کم از کم ۲۰ روپے بچ جاتے ہیں۔ یہ اس کی اپنی رقم ہے اور اسے وہ جیسا چاہے خرچ کر سکتا ہے۔ جو چیز یاد رکھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ اسے رہنے سہنے کے اخراجات پر اپنی تنخواہ کا ایک آنہ بھی صرف کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جب ایک تعلیم یافتہ یا ایسا شخص فوج میں شریک ہوتا ہے جو ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی تربیت کے دوران میں محنت سے کام کرتا ہو تو وہ ترقی پا سکتا ہے۔ اس کا پہلا زینہ لانس نائیک ہے اس درجہ کے لئے کوئی زائد تنخواہ نہیں ملتی لیکن دوسرا زینہ یعنی نائیک کے درجہ پر اسے ماہانہ ۲ روپیہ ۸ آنہ زائد ملتے ہیں اور تیسرا زینہ حوالدار کا ہے۔ اس درجہ پر مزید ۱۰ روپیہ ۸ آنہ ملتے ہیں اس کی ترقی کا سلسلہ یہاں ختم نہیں ہو جاتا وہ جمعدار یا صوبیدار بلکہ صوبیدار میجر تک ترقی کر سکتا ہے۔ آخر الذکر عہدہ کی تنخواہ پیدل فوج میں ماہانہ دو سو روپیہ اور سوار فوج اور توپ خانہ میں ماہانہ دو سو پچاس روپے ہے۔ دوسرے درجوں کی تنخواہ اسی مناسبت سے کم ہے۔ لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ فوج ایک اچھا ذریعہ معاش ہے جس میں ترقی کے وسیع امکانات ہیں۔ پنشن وظیفہ یافتہ اس کے علاوہ ہے اس کی تفصیل بعد میں بتائی جائے گی کیونکہ یہ ہندوستانی فوج کی پنشن وظیفہ یافتہ کے مماثل ہے۔

اب آپ ہندوستانی فوج کی تنخواہ اور الاونس کی تفصیل بتائی جاتی ہے۔ متعدد وجوہ کی بنا پر ممالک محروسہ کے فوجیوں کی ایک بڑی تعداد ان الاونسوں سے استفادہ کرتی ہے۔ پہلے افواج باقاعدہ کے ان دستوں میں خدمت انجام دینے والے فوجی ہیں جو برطانوی ہند یا دوسرے مقاموں پر متعین ہیں۔ پھر وہ فوجی ہیں جنہیں تربیت کی تکمیل کے بعد ممالک محروسہ سے باہر متعین کئے ہوئے دستوں میں سے کسی ایک دستہ میں بھیجا جاتا ہے۔ اور آخر میں وہ لوگ ہیں جو براہ راست ہندوستانی فوج میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ تمام فوجی ہندوستانی فوج کی شرحوں سے تنخواہ اور الاونس پاتے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے ایک رنگروٹ کو اپنی خدمت کے پہلے چھ مہینوں میں ماہانہ اٹھارہ روپے کلدار یعنی اکیس روپیہ سکہ حالی ملتے ہیں۔ اگر وہ اپنے کام میں اچھا ہے تو اسے اہلیت کار کی تنخواہ ۲ روپیہ ۸ آنہ کلدار یعنی ۵ روپے ۹ آنہ سکہ حالی ملتی ہے۔ اس طرح اگلے چھ مہینوں میں ماہانہ ۲۲ روپے ۸ آنہ سکہ کلدار یا ۲۶ روپیہ ۴ آنہ سکہ حالی ملتے ہیں۔ وہ اپنی تربیت جاری رکھتا ہے اور اگر ایک سال کے بعد بھی وہ اہل ثابت ہو تو اہلیت کار کی مزید تنخواہ ۲ روپے کلدار پاتا ہے۔ اس طرح صرف ایک سال کی ملازمت کے بعد اس کی تنخواہ ۲۴ روپیہ ۸ آنہ سکہ کلدار یا ۲۸ روپے سکہ حالی ہو جاتی ہے۔

وہ تربیت کی تکمیل کر لیتا ہے اور اب رنگروٹ باقی نہیں رہتا۔ بلکہ ایک تربیت یافتہ سپاہی بن جاتا ہے۔ اس لئے دیکھنا یہ ہے کہ اسے اور کیا مل سکتا ہے۔ پہلا الاونس میدان جنگ کا بھتہ کہلاتا ہے اور لڑائی کے علاقہ میں خدمت کے عوض دیا جاتا ہے۔ اس کی مقدار ۸ روپیہ سکہ کلدار یا ۹ روپیہ ۴ آنہ سکہ حالی ہے۔ دوسرا الاونس سمندر پار یا بار ایک فوجی انجام دینے کے صلہ میں دیا جاتا ہے۔ اس کو ترک وطن کا الاونس کہتے ہیں۔ اس کی مقدار ماہانہ ۵ روپے سکہ کلدار یا ۵ روپیہ ۱۲ آنہ سکہ حالی ہے۔ اس کے علاوہ جاپانیوں کے خلاف لڑائی میں

حصہ لینے والوں کو علحدہ الونس دیا جاتا ہے۔ اس کی مقدار ماہانہ ۳ روپیہ سکہ کلدار یا ۴ روپیہ ۱۰ آنہ سکہ حالی ہے۔ فوجیوں کی ایک بڑی تعداد ان میں سے کم از کم دو الونس پا رہی ہے۔ اور کئی فوجی ان تینوں الونسوں سے استفادہ کر رہے ہیں۔ ان الونسوں کی مجموعی رقم ماہانہ ۱۹ روپے سکہ کلدار اور ۲۲ روپے سکہ حالی ہوتی ہے اور چونکہ یہ اس تنخواہ کے علاوہ ہیں جس کا میں پہلے ذکر کرچکا ہوں اس لئے ایک سپاہی کی مجموعی تنخواہ ماہانہ ۳۵ روپیہ ۸ آنہ سکہ کلدار یا ۴۵ روپیہ سکہ حالی ہوتی ہے۔ لیکن یاد رکھنے کی ہمارا فوجی اب رنگروٹ نہیں رہا بلکہ ایک تربیت یافتہ سپاہی بن گیا ہے۔ نیز وہ جاپانیوں کا قلع قمع کرنے کی شاندار مہم میں بھی حصہ لے رہا ہے۔ اس لئے وہ معقول تنخواہ کا واجبی طور پر مستحق ہے۔

میں بتا چکا ہوں کہ افواج باقاعدہ میں کس طرح ترقی ملتی ہے۔ ہندوستانی فوج میں بھی ایک ذہین آدمی جو تربیت کے دوران میں موقعوں سے فائدہ اٹھاتا ہے ترقی کرسکتا ہے۔ ہندوستانی فوج میں "لانس نائیک" کو ۲ روپیہ زائد ملتے ہیں نائک لانس نائک سے ۴ روپے زیادہ پاتا ہے اور حوالدار کو نائیک کے مقابل میں ۴ روپے بڑھ کر ملتے ہیں۔ لانس نائک اور سپاہیوں کے مقابل میں نائک اور حوالدار "میدان جنگ کا بھتہ" اور "ترک وطن کا الونس" زیادہ پاتے ہیں۔ یعنی انہیں ۸ اور ۷ روپیہ کی بجائے فوجی الونس ماہانہ ۱۱ روپے ملتے ہیں۔ افواج باقاعدہ کی طرح ہندوستانی فوج میں کسی فوجی کی ترقی کا سلسلہ حوالدار پر ختم نہیں ہوتا اس کے آگے جمعدار ہوتا ہے۔ جس کی تنخواہ ۸۰ تا ۱۵۰ روپے سکہ کلدار ہوتی ہے پھر صوبیدار کی تنخواہ ماہانہ ۱۳۰ تا ۱۸۰ اور صوبیدار میجر کی ۳۰۰ تا ۳۵۰ روپے ہوتی ہے۔ فطری طور پر ان آخری درجوں پر ترقی کی رفتار دوسرے درجوں کی بہ نسبت سست مگر جنگ سے پہلے کے مقابلہ میں کافی تیز ہوتی ہے۔ لیکن ایسے متعدد فوجی موجود ہیں جو ڈیڑھ مہینے میں لانس نائیک تقریباً ایک سال میں نائیک اور تین سال سے پانچ سال کے عرصہ میں حوالدار بن گئے۔ ترقی کا دارومدار بالکلیہ فوجی کی صلاحیت پر ہے اگر محنت سے کام کرے تو وہ ترقی کے پہلے زینے پر پہنچتا ہے۔ اور اس کے بعد خود اس کی کوششیں اس بات کا فیصلہ کرتی ہیں کہ آیا وہ وہیں ٹھیرا رہے یا آگے بڑھے۔

اب پیشہ ورانہ یافتہ کے بارے میں چند باتیں بتائی جاتی ہیں۔ یہی یافتہ افواج باقاعدہ میں بھی پائی جاتی ہے۔ "پیشہ" کا لفظ سن کر گھبرانا نہیں کیونکہ فنی اہمیت کے ان سیکڑوں پیشوں کا ذکر نہیں کیا جارہا ہے جو "انڈین انجنیئرز کور" جیسے دستوں میں پائے جاتے ہیں اور جن میں شریک ہوسکے پہلے اس آدمی کو تھوڑی بہت تربیت حاصل کرنی ضروری ہے یا اسے پہلے سے تربیت یافتہ ہونا چاہئے۔ صرف ان پیشوں کا ذکر کیا جارہا ہے جو ہر پیدل فوج میں ہوتے ہیں۔ اب موٹر کے ذریعہ حمل ونقل کا رواج ہے اور ہر دستہ میں اس کی لاریوں کی نگہداشت اور دیکھ بھال کرنے اور ان کو اچھی حالت میں رکھنے کے لئے تربیت یافتہ فوجیوں کی ضرورت ہے۔ اکثر فوجیوں کو موٹر چلانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص موٹر کی حمل ونقل میں دلچسپی کا اظہار کرے اور ذہین اور تیز ہو تو وہ آسانی سے ڈرائیور میکانک یا موٹر میکانک بن سکتا ہے اس کے لئے تھوڑی سی سخت محنت کرنی پڑتی ہے مگر یہ کام نہایت دلچسپ ہوتا ہے اس کے علاوہ ہر دستہ میں نقاش سنار لوہار وغیرہ ہوتے ہیں۔ تمام پیشہ ور اشخاص کو تربیت ختم کرنے کے بعد خاص فن میں امتحانات کامیاب کرنا ہوتا ہے اور انہیں پیشہ ورانہ یافتہ دی جاتی ہے اگر اس کی پوری تفصیل بیان کی جائے تو بہت زیادہ وقت لگے گا۔ اس لئے میں صرف دو پیشوں "ڈرائیور میکانک" اور "موٹر میکانک" کا ذکر کیا جارہا ہے۔ دوسرے پیشوں کی نوعیت بھی انہیں کے مماثل ہے۔ پیشہ ورانہ یافتہ کی شرح آدمی کی مہارت اور امتحانات کامیاب کرنے پر منحصر ہے۔ ڈرائیور میکانک کو ماہانہ ۱۰ روپیہ ۳ آنہ سے ۲۳ روپے ۱۲ آنہ تک اور موٹر میکانک کو ۲۵ روپے ۱۲ آنہ سے ۳۱ روپیہ ۴ آنہ تک تنخواہ ملتی ہے اور جیسا کہ کہا جاچکا ہے اس کا دارومدار مہارت اور امتحانات کامیاب کرنے پر ہوتا ہے۔ پیشہ ورانہ یافتہ اس تنخواہ اور الونس کے علاوہ ہے جن کا ذکر کیا جاچکا ہے ابھی جو اعداد بتائے گئے ہیں ان میں اس تنخواہ کو جمع کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایک آدمی کے لئے ماہانہ ۶۰ یا ۷۰ روپیہ سکہ کلدار یا ۷۵ تا ۸۰ روپے سکہ حالی حاصل کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے۔ افواج کی پیشہ ورانہ یافتہ کی شرح ایسی ہی ہے اور جن فوجیوں کو کسی پیشہ کی تربیت کے لئے منتخب کیا جاتا ہے انہیں ماہانہ ۸ روپیہ ۸ آنہ کا خاص تربیتی الونس ملتا ہے اس کے علاوہ ماہانہ ۳ روپیہ "تنخواہ محفوظ" بھی ہے لیکن یہ اس وقت تک نہیں ملتی جب تک فوجی فوج سے علحدہ نہ ہوجائے اس لئے اس تنخواہ کو ان اعداد میں جمع نہیں کرنا چاہئے جو ابھی بتائے جاچکے ہیں۔ اسے بچت کہنا چاہئے۔ یہ ہر مہینہ جمع ہوتی ہے مگر فوجی کے فوج سے علحدہ ہوجانے تک ادا نہیں کی جاتی۔ اس لئے تنخواہ یا الونس کا جزو سمجھنے کی بجائے سبکدوشی کے بعد زائد انعام تصور کرنا مناسب ہوگا۔

آخر میں یاد رہے کہ جن شرحوں کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ زر نقد ہیں جسے فوجی کرسکتا ہے۔ اسے اس تنخواہ میں سے کچھ بھی کھانے یا کپڑے یا کرایہ پر صرف کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ تمام چیزیں مفت مہیا کی جاتی ہیں نیز اگر بیمار ہوجائے تو اس کی تنخواہ نہیں روکی جاتی ہے بلکہ جاری رہتی ہے اور جب وہ فوجی ہسپتال میں شریک ہو تب بھی تو اسے ڈاکٹروں کی خدمات بلا معاوضہ حاصل ہوتی ہیں اور وہ مفت دوائیں اور بلا معاوضہ تیمارداری سے اسی وقت فائدہ اٹھاتا ہے جب تک وہ پوری طرح تندرست نہ ہوجائے اس کے بارے میں مزید تفصیلات آئندہ موقعہ پر بیان کی جائیں گی۔ فی الحال صرف یہ بتانا کافی ہے کہ ایک غیر فوجی کو اپنی تمام آمدنی غذا، کپڑے اور کرایہ وغیرہ پر صرف کرنی پڑتی ہے لیکن فوجی کو یہ تمام چیزیں مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ اس طرح پوری تنخواہ اس کی بچت ہوتی ہے اور اگر کوئی فوجی چاہے تو اپنی پوری تنخواہ حاصل کرسکتا ہے یا اپنی تنخواہ کو جوں کا توں اپنے حساب میں محفوظ کراسکتا ہے اور ضرورت کے وقت استعمال کرسکتا ہے یا جیسا کہ اکثر فوجی کرتے ہیں وہ اپنی تنخواہ کا ایک حصہ اپنے خاندان کے [illegible] بھیج سکتا ہے اپنے ذاتی اخراجات کے لئے کچھ حصہ حاصل کرسکتا ہے اور باقی رقم اپنے حساب میں جمع کرواسکتا ہے اور اس سے کسی خاص ضرورت کے تحت جیسے رخصت پر یا رخصت یا لڑکی کی شادی کے موقع پر یا مکان کی مرمت کے لئے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یہ اس کی اپنی رقم ہے۔

روایات آصفی کی قیادت

مولوی میر اکبر علی خان صاحب کا بیان

حیدرآباد ۱۰ شہریور۔ نواب میر اکبر علی خان صاحب بیرسٹر نے حسب ذیل بیان جاری کیا ہے:-

"میں واقف ہوں کہ پبلک کارکنوں کو اخبار کی بیانات سے حتی الامکان احتراز کرنا چاہئے کیونکہ اوقات ایسے بیانات مسائل کو سلجھانے کے بجائے الجھا دیتے ہیں لیکن بعض مواقع ایسے بھی آتے ہیں کہ جب سکوت نامناسب ہوتا ہے۔ میری نظر میں حیدرآباد کی پبلک زندگی فی الوقت ایک ایسے ہی موقع سے دوچار ہے کہ جب بعض جوش و خروش کے اثر کے تحت ہماری پبلک زندگی ایک بنیادی غلطی کا ارتکاب کررہی ہے۔ میرا اشارہ اس اعلان کی جانب ہے جس کے ذریعہ "یوم قیادت" منانے کی تجویز پیش کی گئی ہے ......

"یہ شخص جانتا ہے کہ مسٹر جناح قائد اعظم برطانوی ہند کے مسلمانوں کی اکثریت کے مسلمہ قائد ہیں۔ اس حقیقت سے اگر برطانوی ہند کے مسلمان بھی

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۱)

لیگ کے خلاف مہم

بقیہ سلسلہ صفحہ اول

اور وائسرائے کی کونسل میں فرقہ واری نمائندگی کو تسلیم کرنے کے بعد اس کی قومی حیثیت کہاں باقی رہی۔ اب کانگریس جو چاہے کہے اس کی حیثیت ایک ہندو ادارہ کی ہو چکی۔ چند مسلمان عیسائی یا پست اقوام کے افراد کو شریک کرکے وہ اپنی حیثیت بدل نہیں سکتی۔ اگر وہ ہمہ گیر قومی ادارہ ہوتی تو وہ ویول اسکیم کے بنیادی اصول سے اختلاف کرتی۔ جب اس نے فرقہ واری بنیاد پر وائسرائے کی کونسل کی تشکیل کو قبول کرلیا اور اس بات پر [illegible] نہیں کیا کہ مختلف فرقوں کے نمائندے کانفرنس میں مدعو کئے جائیں تو اس نے اپنے عمل سے لیگ کے اس دعوے کو تسلیم کرلیا کہ مسلم ارکان کو نامزد کرنے کا حق صرف لیگ کو حاصل ہے۔ ان الجھنوں سے [illegible] ایک ہی راستہ کانگریس کو نظر آیا اور وہ [illegible] عبوری حکومت [illegible] خواست کی کہ لیگ کو نظر انداز کردیا جائے۔ کانگریس [illegible] اس کا مقصد [illegible] تھی اب مسلم لیگ کو کچلنے کے لئے ہر [illegible] سے مدد مانگ رہی ہے۔

لارڈ ویول اور ان کی اسکیم سے شکایت [illegible]

جو آج [illegible] کہہ رہے ہیں وہ حیرت ناک ہے۔ وائسرائے کو خلوص کا صداقت نامہ دیا گیا اور [illegible] ہند کا [illegible] نہیں [illegible] مخلص دوست کہا گیا۔ [illegible] سے زیادہ [illegible] کیا ہو سکتا ہے۔ کانگریس اب تک مسلم لیگ کے ارکان کو خوشامد اور منت کے ساتھ طلب کیا کرتی تھی مگر آج ہوس اقتدار میں خود کانگریس انتہائی چاپلوسی کا مظاہرہ کر رہی ہے اور وہ ہر طرف لیگ وائسرائے کی کونسل کے [illegible] کی ہر صورت پیش کرتے [illegible] رہی ہے۔ کانگریس ہر صورت عہدوں پر فائز ہونا چاہتی ہے۔ اس کی وجہ پوشیدہ نہیں ہے۔ کانگریس کے سرپرست سرمایہ دار یہی چاہتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ کانگریس کا وقار اس قدر گر گیا ہے کہ وہ اب عہدوں پر فائز ہو کر ہی اپنے وقار کو بچا سکتی ہے۔ یہ [illegible] کا ایک کھیل ہے جو کانگریس کھیل رہی ہے۔ [illegible] اس کھیل میں وہ سب سے [illegible] اور خود داری کو بھول گئی ہے۔

۳۔ کو وکیکر کون نہیں کہتا کہ ہندوستان آزادی کا میدان نہیں ہے۔ بلکہ ایک جنگل نما ہے جہاں کے مہربان وطن اپنے بھائیوں کی گردن کاٹنے پر تیار ہیں لیکن اپنے آقاؤں کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

مسلم لیگ کے بغیر حکومت سے سمجھوتے کی کوشش

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

کا مطالبہ کر رہی ہے۔

جو لوگ الیکشن کے جمہوری مطالبے پر یہ رویہ اختیار کرسکتے ہیں کہ ہم بلوے اور فساد کا مقابلہ کریں گے۔ ان لوگوں کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ وہ اسی طرح مسلمانوں کو بلوے اور فساد کے لئے اشتعال دلا رہے ہیں جس طرح [illegible] اور سیکسل نے کانگریسیوں کو ۹ اگست کو اشتعال دیا تھا۔ ہر کانگریسی اخبار نے اس کو تسلیم کیا کہ ہندوستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت نے ہندوستانی عوام کی طرف سے جو مطالبات پیش کئے تھے حکومت نے ان کو ٹھکرا دیا۔ یہی ۹ اگست کے ہنگامے کا باعث تھا۔ یہی کانگریسی اخبارات آج یہ سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ مسلمانوں کی سب سے بڑی سیاسی جماعت مسلم عوام کی طرف سے جو مطالبات پیش کر رہی ہے ان کو ٹھکرا دیا گیا تو مسلمانوں میں ایک ہیجان پیدا ہو جائے گا۔

بہت سے کانگریسی اس نازک صورت حال سے واقف ہیں لیکن وہ اس کو اس طرح پیش کرتے ہیں جیسے وشوامتر نے کہا ہے کہ مسلم لیگ کے نواب زمیندار اور دوسرے سرمایہ دار راست اقدام کی ہمت نہیں رکھتے زیادہ سے زیادہ وہ یہ کریں گے کہ غریب مسلمانوں کے مذہبی جذبات بھڑکا کر بلوے کرائیں گے۔ وشوامتر صرف ایک جملہ لکھنا بھول گیا اور وہ یہ کہ بلوؤں کی روک تھام کرنا پولیس کا کام ہے۔

شری جی [illegible] اب [illegible] لکھتے ہیں کہ ہمیں بلوؤں سے ڈرنا نہیں چاہئے۔ سورت کے روزنامہ "گجرات" کا خیال ہے کہ مسلمان جو ہندوستان کے حق میں ایک لفظ نہیں کہہ سکتے اپنے حقوق کے لئے کیسے لڑیں گے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ کانگریسیوں کے نزدیک مسلمان یا تو بزدل ہیں یا متعصب [illegible] اور ان کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ آج ہندو مسلم بھائی بھائی [illegible] جماعت اتاسب کی [illegible] کی یہ تعبیر ہے۔ ان حالات

روایاتِ آصفی کی قیادت

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

"آمر قیادت" منانے تو یہ ایک غیر ضروری فعل ہوتا لیکن مملکت آصفیہ میں ایسے جلسہ کا انعقاد نہ صرف غیر ضروری بلکہ نامناسب بھی ہے۔ کیونکہ برطانوی ہند کی سیاسیات سے ریاستی باشندوں کو کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ برطانوی ہند کے اداروں نے بھی (خواہ مسلم لیگ ہو یا کانگریس) ریاستی ہندستان کو اپنے دائرہ عمل دائرہ سے ہمیشہ علحدہ ہی رکھا ہے اگر ریاستیں اپنی سیاسی انفرادیت کو برقرار رکھنا چاہتی تو اس کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ ریاستوں کے باشندے اپنے آپ کو برطانوی ہند کی سیاست سے وابستہ کر لیں خدا کے فضل و کرم سے باشندگان حیدرآباد کو اعلیٰ حضرت خسرو دکن و برار خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی قیادت کا شرف حاصل ہے۔ شاہانہ آصفیہ کی سرپرستی میں اہل حیدرآباد بعض ایسی قابل تقلید روایات کے حامل بن گئے ہیں کہ جنھیں چھوڑ کر حیدرآباد اپنی انفرادیت اور امتیاز کی شان باقی نہیں رکھ سکتا اگر اہل حیدرآباد اپنے مرکز اقتدار یعنی تخت و تاج آصفی سے ہٹ کر کسی بیرونی شخصیت یا ادارے کی قیادت قبول کریں تو مجھے اندیشہ ہے کہ اہل حیدرآباد ان سماجی اور ثقافتی خصوصیات سے محروم ہو جائیں گے جن سے فی الوقت مستمتع ہیں اور جن کا خاموش اعتراف حیدرآباد کے معترضین اور نقاد بھی کرتے آئے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ شخصیات ہند کا احترام نہ کریں یا ان کی اعلیٰ صفات سے خود کو متصف کرنے کی کوشش نہ کریں۔ میرا یہ بھی منشا نہیں کہ ہم ان کی زندگی، ان کے نقطہ ہائے نگاہ یا ان کے رجحانات کا مطالعہ نہ کریں۔ لیکن میں اس کو حیدرآباد کی بدنصیبی سمجھوں گا کہ اگر اہل حیدرآباد مہاتما جی یا قائد اعظم کو اپنا قائد تسلیم کرلیں۔ اس امر میں فائدہ کچھ نہیں ہے اور نقصان کثیر ہے مجھے یقین ہے کہ مسٹر جناح کی قیادت مسلمانان حیدرآباد کی تصدیق کے بغیر بھی اپنی جگہ مستحکم ہے۔ مجھے اس کا بھی یقین ہے کہ برطانوی ہند کے قائدین ریاستی باشندوں کے اعتراف سے بے نیاز ہیں۔ جب ہماری جدوجہد برطانوی ہند کے لئے غیر ضروری لیکن خود ریاستوں کے لئے مضر تو ایسے لاحاصل عمل سے پرہیز ہی مناسب ہے خدا ہم سب کو توفیق رفیق عمل عطا فرمائے۔ (دکن نیوز)

برطانوی انتخابات میں مزدور جماعت کی شاندار کامیابی

لندن ۲۶ جولائی۔ برطانوی عام انتخابات کے اب تک جو نتائج معلوم ہوئے ہیں ان میں مزدور جماعت کو اکثریت حاصل ہے۔ ہندوستان معیاری وقت کے مطابق ساڑھے چھ بجے تک جو نتائج معلوم ہوئے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

لیبر	۲۵۰	قدامت پسند	۱۱۲
لبرل	۴	نیشنل لبرل	۰
انڈیپنڈنٹ	۴	کمیونسٹ	۱

مسٹر چرچل کے دس وزراء کو بھی شکست ہوگئی ہے جن کے نام یہ ہیں۔

مسٹر ایل ایس ایمری وزیر ہند برطانوی بحریہ کے امیر اول مسٹر برینڈن بریکن، وزیر ہوائیہ ہیرالڈ میکملن، وزیر جنگ سر جیمس گرگ، وزیر تعلیمات مسٹر رچرڈ لا۔

مسٹر چرچل کے صاحبزادے رینڈولف چرچل اور ان کے داماد مسٹر ڈنکن سینڈز، مسٹر لزلی ہور بلیشا، وزیر ہمہ وزیر اطلاعات مسٹر جوفری لائڈ، سر والٹر اسمیلے، سر ڈونالڈ سامرس۔

اسپاربروک کے حلقہ میں مسٹر ایمری کو اپنے حریف الڈرمین اسٹو کے مقابلہ پانچ ہزار چھ سو چوبیس آراء سے شکست ہو گئی۔ لنسٹر کی امیدوار مسز یاٹی کو اٹھارہ سو ترین رائیں ملیں۔ بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۲)

برطانوی انتخابات میں مزدور جماعت کی شاندار کامیابی

بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۱

مزدور جماعت کے امیدواروں کو بہت زیادہ ووٹ ملے، شہروں پر منگھم اور لیور پول میں زیادہ ووٹ ملیں۔ مسٹر ایٹلی نے اپنے مقابل کے مقابلہ میں چار ہزار ووٹ سے کامیابی حاصل کی اور مسٹر بیون کو پانچ ہزار رائیں ملیں۔

مسٹر چرچل اپنے حلقہ انتخاب ووڈ فرڈ سے اپنے حریف کے مقابلہ دس ہزار کے مقابلہ میں بیس ہزار آرا سے منتخب ہوگئے۔ لندن کے حلقہ انتخابات میں ایک لبرل امیدوار کے مقابلہ میں ایک کمیونسٹ امیدوار کو حیرت انگیز اکثریت کے ساتھ ..... کامیابی ہوئی۔

برمنگھم کے پچھلے انتخابات میں کسی مزدور جماعت کے امیدوار کو کامیابی نہیں تھی لیکن اس دفعہ ان امیدواروں نے سات نشستیں حاصل کیں۔

ایک قدامت پرست کے مقابلہ میں مسٹر ولیم نیوسن کو شکست ہوگئی۔ ایک لبرل قائد مسٹر ہربرٹ موریسن نے کامیابی حاصل کی۔

ایک منظم کو دن کے دوران میں انتخابات کے نتائج کی اطلاعات دی گئیں۔ (لائٹر)

مزدور جماعت کو دارالعوام میں نمایاں اکثریت حاصل ہوگئی

۱½ بجے شام ہندوستانی معیاری وقت برطانوی جدید انتخابات میں مزدور جماعت کو ایک بڑی اکثریت سے کامیابی حاصل ہوئی۔ اگرچہ ابھی اور ایک سو امیدواروں کے نتائج معلوم ہونے ہیں لیکن اس کے باوجود جو مزدور امیدواروں کی کافی تعداد منتخب ہوگئی ہے اور اب انہیں دارالعوام میں دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں نمایاں اکثریت حاصل ہے۔ پھر بھی مزدور جماعت کی اکثریت کا پورا فیصلہ معلوم نہیں ہوا ہے لیکن اس کے باوجود لیبر پارٹی دوسری جماعتوں کی تائید کے بغیر اپنی حکومت تشکیل دے سکتی ہے۔

۱½ بجے شام تک کے نتائج حسب ذیل

مزدور جماعت ۳۳۳، قدامت پسند ۱۲۳

لبرل ۱۰	لبرل نیشنل ۱۰
انڈیپنڈنٹ ۶	انڈیپنڈنٹ لیبر ۲
دولت عامہ ۱	کمیونسٹ ۱

اب تک لیبر جماعت نے قدامت پسندوں اور لبرل نشنل سے ایک سو بیس نشستیں حاصل کر لی ہیں ۔

قدامت پسند جماعت کے صدر مسٹر آرا ووشلے کو شکست ہوگئی ہے۔ مخلوط حکومت کے تمام عمالی ممبران منتخب ہوگئے ہیں۔ (رائٹر)

برطانوی ہند میں جدید انتخابات کی ضرورت

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

۲۔ صوبہ واری مجالس مقننہ سے کونسل آف اسٹیٹ کے لیے بالواسطہ انتخابات

حکومت برطانیہ کے لئے ان تبدیلیوں کو عمل میں لانا آسان ہو گا جبکہ معاشی منصوبہ بندی اور دستور سازی کے مسائل ابھی تصفیہ طلب ہیں ہر سیاسی جماعت کا یہ فرض ہے کہ وہ ان مطالبات کی تائید کرے۔ اگر یہ جماعتیں اپنا فرض ادا کریں تو عوام انگلستان کو جو حق رائے دہی سے محروم ہیں اقدام کرنا چاہئیے اسی صورت میں سیاسی اقتدار بجائے مفادات حاصلہ کے عوام کے ہاتھ منتقل ہو گا۔

[illegible] پریس [illegible] میں چھپ کر دفتر [illegible] سے شائع ہوا۔